امالی الشیخ صدوق : ۲۲۱، طبع قدیم ایران مجلس نمبر ۵۸، بروایت جعفر صادق از محمد باقرؒ)

۳۔ جناب علی مرتضیٰؓ کو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے بلایا اور کہا کہ آپ کو قسم دے کر کہتا ہوں کہ آپ کتاب اللہ اور سنت نبوی اور ابوبکر وعمر کی سیرت پر ضرور عمل کریں گے؟! اس وقت حضرت علیؓ نے جواب دیا" **ارجو أن أفعل واعمل بمبلغ علمي وطاقتي** "کہ میں اپنی وسعت علم کے مطابق حتی المقدور ان پر عمل کروں گا۔" (تاریخ ابن جریر طبری ۵/ ۳۷زیر واقعات بابت سال ۲۳ھ)

۴۔ امام محمد باقر فرماتے ہیں: (**وانظروا امرنا وماجاء كم عنا فإن وجدتموه للقرآن موافقا فخذوا به وإن لم تجدوه موافقا فردوه**) "کہ تم لوگ ہمارے اوامر وروایات کو غور سے دیکھو اگر وہ قرآن کریم کے موافق ہوں تو لے لو ورنہ رد کرو!" (امالی شیخ طوسی : ۱/ ۲۳۷، طبع نجف اشرف عراق)

۵۔ امام جعفر صادق:

مغیرۃ بن سعید امام باقر کے نام سے بے شمار جعلی روایات چلایا کرتا تھا۔ امام جعفر صادق اس تدلیس اور جعلسازی کا ذکر کرتے ہوئے لوگوں کو بطور نصیحت ایک قاعدہ بیان فرماتے ہیں کہ (**فاتقوا الله ولا تقبلوا علينا ماخالف قول ربنا وسنة نبينا محمد** ﷺ) "پس تم اللہ کا خوف کرو اور ہماری جو بات خلاف فرمان الٰہی وخلاف فرمان نبوی ہو اسے ہرگز قبول مت کرو!" (رجال کشی ، تذکرہ مغیرہ بن سعید : ص ۱۹۰ طبع جدید ایران) یہی مضمون اہل سنت والجماعت کی کتب احادیث میں بھی منقول ہے۔ حضرت مقدام بن معدیکرب روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (**تركت فيكم أمرين لن تضلوا ماان تمسكتم بهما: كتاب الله وسنتي**) "میں تم میں دو چیز چھوڑ رہا ہوں جب تک ان دونوں پر عمل پیرا ہونگے کبھی بھی گمراہ نہیں ہونگے ، اللہ کی کتاب (قرآن مجید) اور میری سنت" (موطا مالك) اور یہی اصول اہل سنت والجماعت کی اصول کی کتابوں میں بھی ہے۔ جیسے **اصول الخمس ۱/ ۳۶۵، طبع دکن حیدر آباد، فصل: بیان وجوه الانقطاع ، توضیح بحث :سنت، فصل فی الانقطاع ، الکفایة فی علم الروایة ص: ۴۳۰**

لہٰذا ہم بالجزم کہتے ہیں کہ ائمہ اطہار سے صحابہ کرام کی تنقیص واہانت میں وارد نصوص فی الحقیقت ان حضرات گرامی قدر کے ہیں ہی نہیں، کیونکہ ہمارا عقیدہ وایمان ہے کہ ائمہ کرام قرآن وسنت کے خلاف نہیں کہتے۔ بلکہ وہ دیگر محترم وگرانقدر محدثین ونقدا اور سلف صالحین کی طرح قرآن وسنت کے ترجمان ہیں۔ ان سے وہی اقوال ثابت ودرست ہیں جو قرآن وسنت اور اصول حدیث یعنی درایت کی کسوٹی اور معیار پر پورے اتریں۔

احکامِ روز وشب

ماہ شعبان کی فضیلت و بدعات (ایک تحقیقی جائزہ)

ابوعمر سالک

انسانی کامیابی کا راز صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرنے میں مضمر ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے زعم باطل میں تقرب یا عبادت گزاری کی نیت سے کوئی عمل کرے جو قرآن وسنت میں نہ ہو تو ایسا آدمی یقیناً جادہ حق سے پھسلا ہوا ہے۔ کیونکہ دین کی تکمیل نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی ذات گرامی پر ہو چکی ہے۔ ﴿**الیوم اکملت لکم دینکم وأتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا**﴾ (المائدۃ:۳) اس آیت کی رو سے دین کامل اور مکمل ہے، اب کامل چیز میں کسی اضافے کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔ اس آیت کریمہ کی روشنی میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: (**من ابتدع فی الاسلام بدعۃ یراھا حسنۃ فقد زعم ان محمدا خان الرسالۃ لان اللہ یقول: ﴿الیوم اکملت لکم دینکم﴾** (الاعتصام للشاطبی: ۱/ ۴۹) ''جس کسی نے اسلام میں کوئی بدعت ایجاد کی جسے وہ نیکی خیال کرتا ہو تو یقیناً اس نے بدگمانی کی ہے کہ محمد ﷺ نے ادائیگی رسالت میں خیانت کی ہے، کیونکہ اللہ نے فرمایا ''**آج کے دن میں نے تم پر تمہارا دین مکمل کر دیا**'' لہٰذا کسی آدمی کے لیے یہ جائز نہیں کہ قرآن وحدیث کی من مانی تشریح کر کے نئے طریقے رائج کرے۔

شروع سے لے کر اب تک طریق نبوت اور منہج صحابہ سے بھٹکے ہوئے لوگ بدعات کو اسلام میں ٹھونستے چلے آرہے ہیں۔ ماہ شعبان کی فضیلت میں بعض روایتیں صحیح بھی ہیں جن سے اس میں کثرت سے روزہ رکھنے کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔ لیکن اسی ماہ میں بہت سی بدعات کا ارتکاب بھی کیا جاتا ہے مثلاً شب برات کے نام سے پندرھویں رات شب خیزی کر کے گناہ بخشنے، عمریں بڑھانے، روزی میں اضافہ کرنے کا اعتقاد رکھنا، چراغاں کرنا، قبروں کی زیارت کرنا اور شب قدر کی فضیلت کو اس پر چسپاں کرنا وغیرہ۔

حافظ ابوشامہ المقدسی نے نقل کیا ہے کہ جرح وتعدیل کے علماء کے نزدیک پندرہویں شعبان کی رات کی فضیلت کے بارے میں کوئی صحیح حدیث نہیں ہے۔ (الباعث علی انکار البدع والحوادث لابی شامۃ ص:۵۲)

حافظ ابن رجب الحنبلی فرماتے ہیں: پندرہ شعبان کی رات کی فضیلت میں کئی احادیث ہیں جن کے صحیح یا ضعیف ہونے میں اختلاف ہے، اکثریت نے ضعیف قرار دیا ہے، ان میں سے بعض کو امام ابن حبان نے اپنی کتاب (**الصحیح**)

میں روایت کیا ہے۔(لطائف المعارف ص:۱۴۳)

بعض متقدمین نے اس رات کی مخصوص فضیلت کا انکار کیا ہے۔ بنابریں عصر حاضر کے بعض محقق علماء نے ان روایات کی چھان بین کر کے بعض روایتوں کو فن حدیث کی رو سے صحیح یا حسن ٹھہرایا ہے۔

یہ مرویات پیش خدمت ہیں، تاکہ قارئین صحیح روایات پر عمل اور ضعیف اور موضوع روایات سے اجتناب کر سکیں۔

ماہ شعبان کی فضیلت میں صحیح روایات:

۱۔عن ابی ثعلبة الخشنی قال قال رسول الله ﷺ (اذا کان لیلة النصف من شعبان اطلع الله الی خلقه فیغفر للمؤمنین ویملی للکافرین ویدع اهل الحقد بحقدهم حتی یدعوه) ''شعبان کی پندرہویں رات اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی طرف دیکھتا ہے، مؤمنوں کو بخش دیتا ہے اور کافروں کو ڈھیل دیتا ہے، کینہ پرور لوگوں کو بسبب کینہ چھوڑ دیتا ہے یہاں تک کہ وہ کینہ پروری سے باز آ جائیں۔'' [طبرانی فی المعجم الکبیر والاوسط ،ابن ابی عاصم فی السنة:۵۱۲ میں،البیهقی فی شعب الایمان۔وصححه الالبانی فی صحیح الجامع:۷۸۳ وحسنه فی الصحیحة:۱۱۴۳] یہ حدیث حضرت معاذ بن جبل، عبداللہ بن عمرو، ابو موسیٰ الاشعری، ابو ہریرۃ، ابوبکر الصدیق، عوف بن مالک، عائشۃ رضوان الله علیهم اجمعین سے مختلف طرق سے مروی ہے جو ایک دوسرے کو تقویت دیتے ہیں۔(الصحیحة ۱۳۵/۳ رقم۱۱۴۴)

حضرت معاذ کی حدیث میں ہے:(**فیغفر لجمیع خلقه الا لمشرک اورمشاحن**) یعنی مشرک اور بغض وعناد رکھنے والوں کے علاوہ سب کو بخش دیتا ہے۔(طبرانی کبیر رقم۱۶۶۳۹ ، ابن حبان فی الصحیح ۱۹۸۰،البیهقی فی شعب الایمان۲۸۸/۲ ، صحیح الترغیب ۴۴۷/۱) اس حدیث میں ماہ شعبان کی پندرہویں رات کی عمومی فضیلت ہے، لیکن اس رات کی خاص عبادت کا کوئی ثبوت نہیں ہے، اس لئے اس رات مخصوص عبادات میں رات جاگنا درست نہیں ہے۔

۲۔(عن اسامة بن زید قال قلت یارسول الله لم ارک تصوم من الشهور ما تصوم من شعبان؟قال ذلک شهر تغفل الناس عنه، بین رجب ورمضان وهو شهر ترفع فیه الأعمال الی رب العٰلمین وأحب أن یرفع عملی وأنا صائم) ''حضرت اسامہ نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ'' آپ کو جتنا شعبان میں روزہ رکھتے ہوئے دیکھتا ہوں کسی اور ماہ میں نہیں دیکھتا؟'' تو آپ ﷺ نے فرمایا'' یہ ایسا مہینہ ہے جس سے لوگ غافل ہیں رجب اور رمضان کے درمیان یہ ایسا مہینہ ہے جس میں اعمال رب العالمین کی طرف اٹھائے جاتے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ میرے

اعمال روزے کی حالت میں اٹھائے جائیں۔" (مسند احمد۹/۲۰۱،الصیام، باب صوم النبی،حسنہ الشیخ الألبانی فی صحیح الترغیب ۱/۵۹۵)

۳۔عن انس قال: کان رسول اللہ ﷺ یصوم ولا یفطر حتی نقول مافی نفس رسول اللہ ﷺ ان یفطر الصوم ثم یفطر ولا یصوم حتی نقول مافی نفسه أن یصوم العام وکان الصوم أحب الیه فی شعبان. (مسند الامام احمد۳/۲۳۰) امام البانی نے صحیح کہا ہے۔(صحیح الترغیب ۱/۵۹۵) حضرت عائشہ کی روایت میں مزید یہ الفاظ ہیں:(وما رأیته فی شهر اکثر صیاما فیه من شعبان) "اللہ کے نبی ﷺ مسلسل روزہ رکھتے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ آپ روزہ چھوڑتے ہی نہیں اور پھر تسلسل سے افطار کرتے (یعنی روزہ نہ رکھتے) یہاں تک کہ ہم کہتیں کہ آپ روزہ نہیں رکھتے اور ماہ رمضان کے علاوہ پورا مہینہ روزہ رکھتے ہوئے میں نے آپ کو کبھی نہیں دیکھا اور شعبان سے بیشتر کسی مہینہ میں روزہ رکھتے ہوئے میں نے نہیں دیکھا۔[البخاری،الصیام،باب صوم شعبان:۵۲،مسلم،الصیام،باب صوم النبی فی غیر رمضان]

۴۔(وعن ام سلمة: مارأیت رسول اللہ ﷺ یصوم شهرین متتابعین الا شعبان ورمضان (الترمذی وابوداؤد)ولفظ ابی داؤد: "لم یکن النبی ﷺ یصوم فی السنة شهرا الا شعبان کان یصله برمضان)(الترمذی،الصیام،باب ماجاء فی وصال شعبان برمضان رقم ۷۳۶)

قارئین کرام! ماہ شعبان سے متعلق یہ روایتیں صحیح اور حسن درجے کی ہیں۔ان احادیث میں ماہ شعبان کے نفلی روزوں کی فضیلت ہے،اس لئے ماہ شعبان کا اکثر حصہ روزہ رکھ لیا جائے تو بہتر اور افضل ہے۔اس کے علاوہ مخصوص عبادات بجالانا درست نہیں۔

ماہ شعبان کی فضیلت میں ضعیف وموضوع روایات:

۱۔(عن علی قال قال رسول اللہ ﷺ اذا کانت لیلة النصف من شعبان فقوموا لیلتها وصوموا نهارها فان الله ینزل فیها لغروب الشمس الی السماء الدنیا فیقول:الا من مستغفر فأغفر له، ألا مسترزق فأرزقه، الا مبتلی فأعافیه)[ابن ماجة،الاقامة،باب ماجاء فی لیلة النصف من شعبان،رقم۱۳۸۸،العقیلی فی الضعفاء الکبیر ۲/۲۷۲ ،الکتانی فی تنزیه الشریعة المرفوعة عن الاحادیث الشنیعة والموضوعة ۱/۱۳۱]

یہ حدیث موضوع ہے اس کا دارومدار ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی سبرة پر ہے۔امام یحی بن معین اور

امام احمد فرماتے ہیں وہ احادیث وضع کرتا تھا۔(الضعفاء الکبیر ۲/ ۲۷۲)

نصف شعبان کی شب بیداری:

علامہ الشیخ ابن بازؒ فرماتے ہیں: اس کے متعلق شام کے بعض اسلافؒ سے آثار مروی ہیں۔لیکن جمہورؒ سلف کا مسلک یہ ہے کہ اس رات کو خاص پروگرام کرتے ہوئے رات جاگنا بدعت ہے اور اس رات کے فضائل کی جو احادیث آئی ہیں وہ سب ضعیف اور بعض موضوع ہیں۔حافظ ابن رجب نے لطائف المعارف میں تنبیہ فرمائی ہے۔(التحذیر من البدع ۱۱-۱۲)

۲. حدیث علی(**من صلی لیلة النصف من شعبان مائة رکعة بألف﴿ قل هو الله احد﴾ قضی الله له کل حاجة طلبها تلک اللیلة و أعطی سبعین حورا و سبعین الف غلام و سبعین الف ولدان**) (ابن الجوزی فی العلل المتناهیة وقال جمهور رواته مجاهیل وفیه ضعفاء)

امام ذہبی کہتا ہے: یہ علی بن حسن بن یعمر شامی کا وضع کردہ ہے۔ (تنزیه الشریعة ص:۹۳)

۳.**عن ابی هریرة قال:"کان رسول الله ﷺ لم یتم صوم شهر بعد رمضان الا رجب وشعبان"** (مجمع الزوائد۳/ ۱۹۱) اس کا دارومدار یوسف بن عطیہ الصفار پر ہے۔امام بخاری نے اسے **منکر الحدیث** قرار دیا ہے۔ابن معین فرماتے ہیں یہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔امام دارقطنی،ابن حبان،امام نسائی،ہیثمی وغیرہ نے اسے ضعیف کہا ہے۔
(الضعفاء الکبیر للعقیلی ۲/ ۴۵۵،الضعفاء والمتروکین للنسائی ص۲۴۷،میزان الاعتدال ۴/ ۴۶۹)

۴۔(**عن عائشة قال فقدت النبی ﷺ ذات لیلة فخرجت اطلبه فاذاهو بالبقیع رافع رأسه الی السماء فقال یاعائشة أکنت تخافین أن یحیف الله علیک و رسوله؟قالت قد قلت ویأبی ذلک ولکنی ظننت أنک أتیت بعض نسائک فقال: ان الله تعالی ینزل لیلة النصف من شعبان الی السماء الدنیا فیغفر لأکثر من عدد شعر غنم کلب**) (**ابن ماجه**،اقامة الصلاة،باب ماجاء فی لیلة النصف من شعبان ح:۱۳۸۹، **الترمذی**،الصوم،باب ماجاء فی لیلة النصف من شعبان،ح:۷۳۹) امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حجاج بن ارطاۃ کے علاوہ کسی اور طریق سے معلوم نہیں ہے اور میں نے امام بخاری سے اس حدیث کو ضعیف گردانتے ہوئے سنا ہے اور فرمایا یحی بن ابی کثیر کا عروہ سے سماع نہیں ہے،جبکہ حجاج بن ارطاۃ نے یحی بن ابی کثیر سے کوئی حدیث نہیں سنی ہے۔
(المرجع السابق ص: ۷۳۹)

راقم کا کہنا ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ کا رات کو گم پانے اور بقیع میں دعا کرتے ہوئے پانے کا واقعہ صحیح مسلم اور سنن میں

بھی ملتا ہے، لیکن ان روایات میں کہیں بھی شعبان کی نصف رات کا ذکر نہیں ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ (ان اللہ ینزل لیلة النصف من شعبان) سے آخر تک کے الفاظ محفوظ نہیں ہیں۔ واللہ اعلم

۵۔(عن انس قال بعثنی النبی ﷺ الی عائشة فقلت لها اسرعی فانی ترکت رسول اللہ ﷺ یحدث عن لیلة النصف من شعبان) اس حدیث میں ہے کہ میں نے اللہ کے نبی ﷺ کو مسجد میں بحالت سجدہ پایا اور ایک طویل دعا کا ذکر ہے، حدیث کے آخر میں یہ الفاظ ہیں (یاحمیراء اما تدرین ماهذه اللیلة؟هذه لیلة النصف من شعبان ان لله عتقاء من النار بعدد شعرغنم کلب قالت: ومابال غنم کلب قال لیس الیوم فی العرب قوم أکثر غنما منهم)[العلل المتناهیة ٦٨-٦٩] اور کہا ہے کہ اس میں سعید بن عبدالکریم راوی متروک ہے۔

۶۔حدیث انس مرفوعا: (رجب شهر الله وشعبان شهری ورمضان شهر امتی ......) یہ ایک لمبی حدیث ہے، جس میں ماہ رجب کے متعلق بہت سی خرافات مذکور ہیں۔ابن الجوزی نے الموضوعات میں کہا ہے کہ اس میں علی بن عبداللہ بن جہضم راوی کذاب ہے اور میں نے اپنے استاذ شیخ عبدالوہاب سے سنا ہے کہ اس حدیث کی سند میں بہت سے مجاہیل ہیں۔ابن عراق نے امام ذہبی سے نقل کیا ہے کہ یہ مجہول راوی شاید پیدا ہی نہیں ہوئے ہیں۔(تنزیه الشریعة/ ٩١)

امام شوکانی فرماتا ہے کہ اس میں ابوبکر النقاش متہم ہے جبکہ کسائی مجہول ہے، ابن عساکر اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ حدیث بالکل غریب ہے اور کئی راوی مجہول ہیں۔(معجم ابن عساکر ١/ ١١٤، الفوائد المجموعة ١٠٠)

۷۔حدیث ابن عمر مرفوعا: (من قرأ لیلة النصف من شعبان الف مرة قل هو الله احد فی مائة رکعة لم یخرج من الدنیا حتی یبعث الله فی منامه بمائة ملک ثلاثون یبشرونه بالجنة وثلاثون یؤمنونه من النار وثلاثون یعصمونه من أن یخطئ)(أورده ابن الجوزی فی العلل من حدیث ابی جعفر محمد بن علی مرسلا وفی اسناده مجاهیل ومتهمون)

۸۔عن علی: رأیت النبی ﷺ لیلة النصف من شعبان قال فصلی أربع عشرة رکعة ثم جلس بعد الفراغ فقرأ بأم القرآن عشرة مرة، و﴿قل أعوذ برب الناس﴾ أربع عشرة مرة وآیة الکرسی مرة، و﴿لقد جاء کم رسول﴾[التوبة ١٢٨] مرة فلما فرغ من صلاته سألته عما رأیته من صنیعه فقال من صنع مثل الذی رأیت کان له کعشرین حجة مبرورة وکصیام عشرین سنة مقبولة)قال الکتانی: اسناده مظلم وفیه محمد بن مهاجر ضعیف، وأخرجه البیهقی فی الشعب وقال یشبه أن یکون موضوعا۔(تنزیه الشریعة ٢/ ٩٤)